Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی احباب کی تعلیم و تربیت کے لئے

روزنامہ الفضل ربوہ

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

فون: ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

جلد ۷۸/۴۳ | سوموار۔ ۲۹ ذوالحجہ ۱۴۱۳ھ ، ۲۱۔ احسان ۱۳۷۲ہش ، ۲۱ جون ۱۹۹۳ء | نمبر ۱۳۹

ناصر باغ جرمنی میں پہلے انٹرنیشنل طاہر کبڈی ٹورنامنٹ کا انعقاد

دنیا کا پہلا کبڈی ٹورنامنٹ جس کا فائنل مواصلاتی رابطے کے ذریعے دنیا بھر میں دکھایا گیا

ربوہ - ۳۱ مئی - پہلا انٹرنیشنل طاہر کبڈی ٹورنامنٹ جرمنی کے شہر گروس گیراؤ کے ناصر باغ میں بڑی کامیابی سے منعقد ہوا۔ یہ دنیا کا پہلا کبڈی ٹورنامنٹ تھا جس کا فائنل میچ دنیا بھر میں مواصلاتی رابطوں کے ذریعے براہِ راست ٹیلی کاسٹ کیا گیا۔ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس میچ کے مہمان خصوصی تھے

مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی کے ۱۴ویں سالانہ اجتماع کے موقعہ پر اس ٹورنامنٹ کا انعقاد کیا گیا۔ فائنل میچ میں ۸ ہزار کے قریب شائقین موجود تھے۔ اور لاکھوں احمدیوں نے ڈش انٹینا کے ذریعے اس فائنل میچ کو دیکھا۔

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی آمد پر فائنل میچ کی دونوں ٹیموں یعنی جرمنی اے اور جرمنی بی کے کھلاڑیوں کا تعارف حضور سے کروایا گیا۔ اے ٹیم کے کپتان محمد افضل صاحب تھے اور بی ٹیم کے کپتان مسعود احمد صاحب بٹ تھے۔ اس ٹورنامنٹ میں ۱۰ ملکوں کی ٹیموں نے حصہ لیا۔ ہزاروں کی تعداد میں بوسنین مہاجروں نے بھی ٹورنامنٹ کے میچز دیکھے۔ اس موقعے پر میدان میں دس ملکوں کے جھنڈے لہرا رہے تھے۔ میچ پر رننگ کمنٹری پنجابی اور اردو میں باری باری کی گئی۔ فائنل میچ جرمنی اے اور جرمنی بی کے درمیان تھا۔ پہلے ہاف میں بی ٹیم کا پلہ بھاری تھا۔ مگر دوسرے ہاف میں اے ٹیم نے برتری حاصل کر لی۔ اور ۴۳ کے مقابلے میں ۴۶ پوائنٹس سے میچ جیت لیا۔ میچ کے اختتام پر سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ نے ٹورنامنٹ کے کھلاڑیوں میں انعامات تقسیم فرمائے۔ اس موقعے پر رنر اپ رہنے والی ٹیم جرمنی بی کے کپتان مکرم مسعود احمد صاحب بٹ نے اپنی ٹیم کو ملنے والا نقد انعام بوسنیا کے فنڈ میں دینے کا اعلان کیا۔ اس پر حضور ایدہ اللہ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا۔ ان کی تقلید میں فائنل جیتنے والی اے ٹیم کے کپتان نے بھی اپنی ٹیم کو ملنے والا نقد انعام بوسنیا کے فنڈ میں دینے کا اعلان کیا۔

تقسیم انعامات کے وقت جرمنی کے امیر صاحب نے جماعت احمدیہ جرمنی کی طرف سے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت

باقی صـ۷ پر

ارشادات حضرت بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ

"گناہ کی یہ حقیقت نہیں ہے کہ اللہ گناہ کو پیدا کرے اور پھر ہزاروں برس کے بعد گناہ کی معافی سوجھے۔ جیسے مکھی کے دو پر ہیں۔ ایک میں شفا اور دوسرے میں زہر۔ اسی طرح انسان کے دو پر ہیں ایک معاصی کا دوسرا خجالت، توبہ، پریشانی کا۔ یہ ایک قاعدہ کی بات ہے۔ جیسے ایک شخص جب غلام کو سخت مارتا ہے تو پھر اُس کے بعد پچھتاتا ہے۔ گویا کہ دونوں پر اکٹھے حرکت کرتے ہیں۔ زہر کے ساتھ تریاق ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ زہر کیوں بنایا گیا؟ تو جواب یہ ہے کہ گو یہ زہر ہے، مگر کُشتہ کرنے سے حکم اکسیر کا رکھتا ہے۔ اگر گناہ نہ ہوتا تو رعونت کا زہر انسان میں بڑھ جاتا اور وہ ہلاک ہو جاتا۔ توبہ اس کی تلافی کرتی ہے۔ کبر اور عُجب کی آفت سے گناہ انسان کو بچائے رکھتا ہے۔ جب نبی معصومؑ ستّر بار استغفار کرے تو ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ گناہ سے توبہ وہی نہیں کرتا جو اس پر راضی ہو جاوے اور جو گناہ کو گناہ جانتا ہے، وہ آخر اُسے چھوڑے گا۔"

(ملفوظات جلد اوّل صـ۳)

انسانی ترقی کے تین درجے

(اقتباس از خطبہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی)

اللہ یقیناً عدل کا اور احسان کا حکم دیتا ہے۔ (النحل - ۹۱) پڑھ کر فرمایا کہ دنیا میں ہر چیز کے تین ہی درجے بیان کرتے ہیں۔ ادنیٰ، اوسط، اعلیٰ اسی طرح اس آیت میں انسانی ترقی کے تین درجے بیان فرمائے ہیں۔ جو انسان ان تینوں درجوں کو طے کرتا ہے اسے ساتھ ترکِ شر کے بھی تین درجے حاصل ہو جاتے ہیں۔ سب سے اوّل ادنیٰ درجہ تو یہ ہے کہ انسان عدل کرے۔ جس کا جتنا حق ہو اس کو اتنا دے۔ (آپ نے مفصل بیان کیا کہ آج کل زمیندار۔ تاجر پیشہ ور کس طرح خلاف عدل کارروائیاں کرتے ہیں) دوسرا درجہ یہ کہ جو حق ہے اسی پر کفایت نہ کرے بلکہ حق سے زیادہ دے۔ اس کا نام احسان ہے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ انسان خدا کے ہاتھ میں کل کی طرح کام کرنے والا ہے اور اس کو بلا کسی خیال و معاوضہ کے نفع رسانی کی دھن لگی رہے۔

جب انسان عدل پر قائم ہوتا ہے تو بخی سے بھی بچتا ہے، جس میں کھلی کھلی سرکشی پائی جاتی ہے اور جب احسان کی راہوں پر قدم مارتا ہے تو ایسے امور سے محفوظ رہتا ہے۔ جس کا نقصان صرف اسی کو نہ ہو بلکہ وہ دوسروں کے لئے مُضر اور غیروں کی نظر میں بھی ناپسند ہوں۔ اور جب ایتاءِ ذی القربیٰ والی حالت وارد ہوتی ہے تو پھر اسے ان چھوٹے چھوٹے گناہوں پر بھی آگاہی ہوتی ہے اور ان سے پاک رہنے کی کوشش کرتا ہے۔ جو انسان کے نفس کے ساتھ

باقی صـ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ ۔ پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دار النصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۲۱ ۔ احسان ۱۳۷۲ ہش
۲۱ ۔ جون ۱۹۹۳ء

کھیل اور کردار

قواعد و ضوابط نہ ہوں تو انسان کچھ بھی کر سکتا ہے اور اس کے اچھے نتائج بھی نکل سکتے ہیں اور بُرے بھی۔ اچھے نتائج نکل آئیں تو پھر تو خیر خاموش رہا جا سکتا ہے لیکن بُرے نتائج نکلیں تو فوراً واویلا مچتا ہے اور اس بات کا تقاضا ہوتا ہے کہ یوں نہیں یوں ہونا چاہیئے تھا۔ اور یہ بات بنیاد ہوتی ہے۔ قواعد و ضوابط کی ترتیب کی۔ پھر خیال آتا ہے کہ قواعد و ضوابط کے بغیر کام کرنا غلط نتائج پیدا کرتا ہے۔

یہی بات دساتیر کی بنیاد ہے۔ کوئی شخص کیا کرتا ہے۔ اسے اس کا حق ہے یا نہیں کیا کرے تو اسے کوئی حوالہ دے کر روکا جائے۔ اور کسی کو کچھ کرنے کی اجازت دی جائے تو وہ بھی کسی قاعدہ کا حوالہ دے کر ہی اجازت دی جائے۔ قواعد و ضوابط حتمی اور ہمیشہ کے لئے تو نہیں ہوتے اس لئے کہ انسان بناتا ہے۔ اور اس کا علم محدود ہے۔ وہ اپنے علم کے ماتحت ٹھیک ٹھیک قواعد و ضوابط بناتا ہے لیکن یا حالات بدل جاتے یا ان قواعد و ضوابط میں کوئی خامی سامنے آ جاتی ہے اور انہیں بدلنا پڑتا ہے۔ لیکن جب تک کوئی قواعد و ضوابط نافذ ہوں۔ کام انہیں کے مطابق چلانا پڑتا ہے۔ اور عقلمندی بھی یہی ہے۔ اور امن کی راہ بھی۔ ورنہ تو قواعد و ضوابط بے معنی ہو کر رہ جائیں۔

کھیل میں بھی قواعد و ضوابط سے کام لیا جاتا ہے۔ کون کیا کرے۔ کس طرح کرے کب تک کرے اور کون کس کی مانے۔ غلط ہو یا درست جس کی بات ماننی لازم ہے۔ اس کی بات ضرور ماننی چاہیئے۔ بے شک احتجاج کیا جائے لیکن بات مان کر۔ کھیل میں اکثر دیکھا گیا ہے۔ کبھی کھیلنے والا غلطی کرتا ہے اور کبھی ریفری۔ لیکن ان سب باتوں کیلئے قواعد و ضوابط ہیں۔ کھلاڑی کو میدان سے نکالا جا سکتا ہے۔ ریفری کی بات بلا چوں و چرا ماننی پڑتی ہے۔ اگر تو کھیل قواعد و ضوابط کے مطابق کھیلا جائے تو یہ کردار سازی کا ایک بہت اچھا ذریعہ ہوتا ہے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ کھیل صرف جسمانی ورزش یا مہارت کا نام نہیں۔ بلکہ اس سے مقصود و مطلوب کردار سازی بھی ہے۔ کھلاڑی کو چاہیئے کہ اسے ہمیشہ ذہن میں رکھ کر کھیلے۔ ہار جیت کی تو کوئی ایسی بات نہیں

جس شخص کو خاموش کیا تھا اُسے دیکھو
اب سارے زمانے نے صدا اس کی سُنی ہے
یہ لہر تو رُکنے کا کبھی نام نہ لے گی
فطرت کا ہے مضراب تو قدرت کی ہے یہ لَے

ــــــــ ابوالاقبال

ہر ایک غم کو مسرّت میں ڈھالتا ہی رہوں
مَیں اپنے فکر کی راہیں اُجالتا ہی رہوں

بکھیرتے ہی رہو میرے دل کے ریزے تم
مَیں ٹکڑا ٹکڑا اٹھاؤں سنبھالتا ہی رہوں

نہ کر سکے مجھے حیران میری گمشدگی
ہر ایک رہ سے نئی رہ نکالتا ہی رہوں

مرے عزیز رفیقوں نے دے دیا ہے مجھے
اِک ایسا نام کہ مَیں جس کو ٹالتا ہی رہوں

مرے خدا مجھے توفیق دے کہ تیرے لئے
کمندِ شوق جہاں چاہوں ڈالتا ہی رہوں

حدودِ ذہن پہ پہرے ہوں یا زباں کھنچ جائے
مَیں اپنے دل کی اُمنگیں اچھالتا ہی رہوں

اسی میں ہے مرے مستقبلِ حسیں کا جواز
گئے دنوں کا تصوّر کھنگالتا ہی رہوں

شعورِ سمت نہیں ہے نہ ہو نسیم مگر
یہ چاہتا ہوں کوئی شوق پالتا ہی رہوں

نسیم سیفی

بیعت کی حقیقت یہی ہے کہ بیعت کنندہ اپنے اندر سچی تبدیلی اور خوفِ خدا اپنے دل میں پیدا کرے اور اصل مقصود کو پہچان کر اپنی زندگی میں ایک پاک نمونہ کر کے دکھا دے اگر یہ نہیں تو پھر بیعت سے کچھ فائدہ نہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سعید احمد ـــــ بشکریہ ہفت روزہ تصویر پاکستان

ڈاکٹر عبدالسلام کو بھول جانا چاہیئے؟

چند ہفتے پہلے کراچی کے ایک انگریزی روزنامے میں اردشیر کاؤس جی کے کالم میں ڈاکٹر عبدالسلام کے بارے میں پڑھ کر پریشانی ہوئی کہ ان کی صحت ٹھیک نہیں ہے اور وہ روم میں ہسپتال میں داخل ہیں۔ کاؤس جی نے لکھا تھا کہ ڈاکٹر عبدالسلام جیسے عظیم انسان اور سائنس دان کے ساتھ ہمارا قومی رویہ قابل شرم ہے۔ حکومتی سطح پر کسی نے ڈاکٹر صاحب کی عیادت نہیں کی اور روم میں پاکستان کے سفیر اپنے قیمتی وقت میں سے ڈاکٹر صاحب کی عیادت کے لئے وقت نہیں نکال سکے

اردشیر کاؤس جی کے کالم کے بعد میں قومی پریس میں ڈاکٹر عبدالسلام کی صحت کے بارے میں خبر تلاش کرتا رہا۔ لیکن اردو پریس میں اس بارے میں کہیں بھی پڑھنے کے لئے ایک لفظ نہ ملا۔

کاؤس جی انگریزی زبان کے صاحب طرز اور منفرد اسلوب کے کالم نگار ہیں۔ خوبصورت تحریریں پڑھنے کے شائقین ان کے انتہائی نرم و نازک سینس آف ہیومر سے لطف اندوز ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے۔ پاکستان میں جب کبھی کوئی نیا حکمران آتا ہے وہ کاؤس جی کو یاد کرنا نہیں بھولتا۔ ذوالفقار علی بھٹو ۱۹۷۷ء کی الیکشن مہم کے لئے کاؤس جی سے کروڑوں کا قرضہ لے کر آئے اور ضیاء الحق کے ہاتھوں پھانسی کے تختے تک پہنچے۔ قرضے کی واپسی کے لئے زندہ رہنا ضروری ہوتا ہے۔ ضیاء الحق نے کاؤس جی کو کراچی بندرگاہ کے لئے چیئرمین بننے کی پیشکش کی تھی۔ کاؤس جی اپنے انگریزی کالموں میں حکمرانوں کے ساتھ بڑی پیاری پیاری باتیں کرتے رہتے ہیں جو کلام نرم و نازک کی طرح بے اثر رہتی ہیں۔

چند برس پہلے میں نے ان سے پاکستان کی سیاسی صورتحال کے متعلق دریافت کیا تو کہنے لگے کہ پاکستان کھجوروں کا ایک باغ ہے جس کو ٹھیکے پر لینے کے لئے ٹھیکیداروں میں کشمکش جاری رہتی ہے۔ کوئی ٹھیکیدار یہ باغ ٹھیکے پر لے لیتا ہے اور جب باغ میں تمام کھجوریں پک کر تیار ہو جاتی ہیں وہ پکے ہوئے پھل کھا کر خالی باغ چھوڑ کر اپنا راستہ ناپتا ہے پھر نیا ٹھیکیدار آتا ہے اور یہی کام کرتا ہے۔ ایک ٹھیکیدار ایسا آیا کہ جس نے پھلوں کے ساتھ آدھا باغ بھی فروخت کر دیا۔

کاؤس جی نے ڈاکٹر عبدالسلام کے بارے میں لکھتے ہوئے کہا ہے کہ ہمیں شرم سے ڈوب مرنا چاہیئے۔ میں کاؤس جی سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پاکستان کے بارے میں کھجوروں کے باغ کی کہانی وہ کیوں بھول گئے ہیں۔ ٹھیکیداروں کو ابھی پکے ہوئے میوے کھانے سے فرصت نہیں وہ اپنے اپنے ٹھیکوں کو لینے اور دینے میں مصروف ہیں۔ اس سارے شرمناک کھیل میں ڈاکٹر عبدالسلام کی فکر کون کرے گا۔ کس کے پاس وقت ہے، کس کی یاد میں ڈاکٹر عبدالسلام زندہ ہے۔ آخر یہ ڈاکٹر عبدالسلام کون ہے؟

میں پاکستان کے حکمرانوں، سیاستدانوں دانشوروں، صحافیوں، سیاسی تجزیہ نگاروں اخبارات کے ایڈیٹروں، خوبصورت رنگوں سے مزین ماہ ناموں کے ایڈیٹروں، پروفیسروں سائنس دانوں، طالب علموں، انسانی حقوق کی تنظیموں بڑے بڑے اعلیٰ دماغ دانشوروں دائیں اور بائیں بازو کے سیاسی کارکنوں سے ایک سوال کرنا چاہتا ہوں۔ بہت مختصر سوال۔

ڈاکٹر عبدالسلام کون ہیں؟

میں یہ نہیں پوچھنا چاہتا کہ وہ کہاں ہیں اور کس حالت میں ہیں۔ کیونکہ یہ ہمارا مسئلہ ہی نہیں ہے۔ ہمارا مسئلہ یہ ہے کہ ہم یہ تلاش کریں کہ اسمبلی کا اغوا شدہ سیکرٹری کہاں ہے۔ فلاں رکن پارلیمنٹ کس کے ساتھ ملاقات کر رہا ہے اور فلاں وقت میں دوسرا رکن کہاں پر موجود ہے۔ ہمیں اپنے اقتدار اور اپنی کرسی کی فکر ہے اور اس کے لئے ہم تمام جمہوری آئینی اور اخلاقی قدروں کو پامال کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔

ڈاکٹر عبدالسلام سے ہمارا کیا تعلق ہمیں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں نوبل انعام حاصل کرنے پر بھی کوئی فخر نہیں۔ ہم فزکس میں ترقی کر کے کیا کریں گے۔ ہم کرکٹ میں عالمی کپ جیت چکے ہیں وہ ہمارے لئے کافی ہے ہم صبح سے شام تک شیخی بگھار سکتے ہیں۔ ہم دنیا کی سب سے بہادر قوم ہیں۔ دنیا کے سب سے بڑے موسیقار گانے والے اور کھیلنے والے ہمارے پاس ہیں۔ دنیا کا سب سے بڑا ڈیم ہمارے ملک میں ہے۔ ہم دنیا کی سب سے اعلیٰ کپاس پیدا کر کے دوسروں کے حوالے کر دیتے ہیں۔ کھیلوں کا سب سے اچھا سامان ہم تیار کرتے ہیں ہم جس ملک کو چاہیں فتح کر سکتے ہیں۔ دہلی پر اپنا جھنڈا لہرانا ہماری مرضی پہ منحصر ہے۔ بقول شاہین عتیق الرحمان پورا ملک سلطان راہی بنا ہوا ہے۔ بڑھکیں مارتا ہے تو ارد گرد کے ملک بھی سہم جاتے ہیں۔ ہم سے بہتر کوئی بھی نہیں ہے۔

مجھے سمجھ نہیں آتی کہ پورے ملک میں صرف کراچی والوں کو ڈاکٹر عبدالسلام کی اتنی فکر کیوں ہے۔ رضیہ بھٹی ایڈیٹر نیوز لائن نے بھی ڈاکٹر صاحب پر ایک مضمون شائع کر دیا ہے اور ایڈیٹوریل بھی لکھ دیا ہے ایڈیٹر کے نام مراسلے بھی شائع کر دیئے ہیں۔ انگریزی صحافت اور کراچی کو ڈاکٹر عبدالسلام کے بارے میں بے حد تشویش ہے۔ اردو صحافت کے لئے ڈاکٹر صاحب کوئی مسئلہ ہی نہیں ہیں۔

آج کل صدر پاکستان بظاہر فارغ نظر آتے ہیں انہیں چاہیئے تھا کہ غلام اسحاق خان سائنس انسٹی ٹیوٹ کی خاطر اور نسبت سے ہی ڈاکٹر عبدالسلام کی خیریت دریافت کر لیتے۔ پاکستان کے بحال وزیر اعظم نواز شریف کے پاس کرکٹ کھیلنے کا وقت ہے لیکن وہ نہیں جانتے کہ اس ملک کا ایک عظیم سائنس دان روم میں ہسپتال میں پڑا ہے اور جس کی صحت کے متعلق پورا یورپ پریشان ہے۔ قائد حزب اختلاف محترمہ بے نظیر بھٹو کی پارٹی میں ثقافت اور کلچر کے علیحدہ شعبے قائم کئے گئے ہیں، لیکن پیپلز پارٹی کو سائنس اور ٹیکنالوجی کی قطعی ضرورت نہیں۔ آصف زرداری واپڈا کے وزیر تھے۔ شاید انہوں نے پانی کی چکی سے بجلی پیدا کرنے کا کوئی منصوبہ بنایا ہو ہمارے سیاستدانوں کو وزارت اور حکومت کی ضرورت ہے۔ ہمیں سائنس اور ٹیکنالوجی کی ضرورت نہیں ہے۔ ڈاکٹر عبدالسلام پاکستان آئیں یا نہ آئیں، وہ صحت مند رہیں یا بیمار۔ ہمیں اس بات سے کیا غرض ہے ڈاکٹر صاحب نے نوبل انعام حاصل کر کے اگر پاکستان کا دنیا میں نام بلند کیا ہے اور تمام اسلامی دنیا میں وہ اکیلے سائنسدان ہیں جنہوں نے نوبل انعام حاصل کیا ہے تو اس کے لئے حکمرانوں نے ان کے آگے ہاتھ تو نہیں جوڑے تھے کہ وہ ضرور نوبل انعام حاصل کریں۔

یہ ڈاکٹر صاحب کی اپنی مرضی تھی ہمیں چاہیئے کہ ہم جلد از جلد انہیں بھول جائیں۔ فراموش کر دیں اس سے پہلے کہ یورپ سے کوئی آواز اٹھے کہ ڈاکٹر عبدالسلام کی پروٹون کی تھیوری کامیاب ثابت ہو گئی ہے اور سائنس کی دنیا میں انقلاب آگیا ہے۔ اس سے پہلے کہ ایسی کوئی منحوس خبر ہمارے کانوں تک پہنچے اور ہمیں شرم سے ڈوبنے کے لئے شرم کے دریا کا کنارا بھی نہ ملے ڈاکٹر صاحب کو بھول جانا چاہیئے۔

(ہفت روزہ تصویر پاکستان ۱۱ جون ۹۳ء)

گھروں میں صفائی کا اہتمام کریں

حضرت امام جماعت احمدیہ الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

عورتوں کو چاہیئے کہ گھر سلیقے کے رکھیں اور گھر کا ماحول صاف ستھرا رکھیں۔ بعض گھروں میں جاتے ہیں تو دھکا لگتا ہے۔ صوفہ سیٹ پر ڈھلے ہوئے پوتڑے پڑے ہوتے ہیں کہیں تولئے کہیں شلواریں لٹکی ہوئی ہیں۔ اس گھر کو دیکھ کر گھبراہٹ شروع ہو جاتی ہے جبکہ بعض غریبانہ گھروں میں جائیں تو ایسا صاف پاکیزہ ماحول۔ ہر چیز سلیقے سے رکھی ہوئی۔ اس لئے عورت کا کام ہے کہ وہ خود بھی کشش کا مرکز بنے اور ایسی کشش کا مرکز بنے جیسا کہ قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے کہ تمام محرم لوگ اس سے لطف حاصل کریں۔ پاکیزگی حاصل کریں اور اس ماحول میں بار بار آنے کی تمنا دل میں پیدا ہو۔ یہ زینت ہے تو اللہ کرے کہ ہماری عورتوں کو صرف مردوں کے خلاف باتیں کہلوانے کا شوق نہ ہو۔ کچھ اپنے متعلق بھی سن لیا کریں اور اس نصیحت پر بھی عمل کیا کریں۔

(از خطبہ فرمودہ ۲۶ اپریل ۹۳ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا
اخبارات کے شکریہ کے ساتھ

ڈان
۲۹۔ مئی ۱۹۹۳ء

Language learning

I ENDORSE Mr. Malik Muhammad Farooq's views expressed on the subject (letter, May 15), but I have my reservations.

No one can deny the efficiency of self-study courses with the help of audio-video materials, but how many of us can afford to be taught through this method? The question is how the generality of people can be helped as far as language learning is concerned?

Establishment of a language laboratory in most of the institutions in Pakistan is a dream come true because of the immense expenses involved. One aspect of self-study is to send oneself to an English-speaking country for a certain period where one can plunge oneself into the process of learning without much difficulty.

The direct method of learning a language, which Mr. Farooq implicitly refers to, needs a fair exposure of the child to the language which is not available to most of the learners in our country. When you smuggle a non-native speaker to U.K. (not Bradford of course) to learn English, the direct method will work wonders. But it is very hard to teach English to a pupil particularly in non-English medium schools through direct method where a student attends classes infrequently non-participation of the teacher in a period of English for forty minutes or so, a pupil who is not in touch with English outside the class, a pupil who hardly listens to a correctly uttered sentence in or outside the English class. In other words it is the pupil who has the minimal exposure to listening, writing, reading, and speaking English.

In a situation like this, although it appears to be blasphemous to suggest an emphasis on grammar-translation method might do pretty well as it has been doing for the last so many years in Pakistan. I may make it clear that in fifties or earlier sixties there was, in fact, no distinction between English-medium and non-English medium schools as all subjects were taught in English even in the so-called non-English medium schools. I say so-called because the only difference between these so-called non-English medium schools and English medium schools was that in the so-called English-medium schools most of the native speakers of the English language taught English.

Those who cleared their matriculation examination in fifties or early sixties, while grammar-translation method was in vouge, had no problem in expressing themselves effectively or writing gramatically correct ten-line passage in English.

I, therefore, believe that in the context of the situation prevailing in our country, there is no harm in reverting to grammar-translation method particularly in non-English medium schools wihout any inhabition or reservation in order to obtain the desired results as far as majority of pupils are concerned. A discreet use of other methods alongwith grammar-translation method is of course not forbidden to a teacher who is, in fact, a method unto himself.

AMBREEN LARIK
Jamshoro

DAWN SATURDAY, MAY 29, 1993

ڈان کے ۲۹ مئی ۱۹۹۳ء کے شمارے میں خطوط کے کالم میں عنبرین لاریک LARIK کہتی ہیں کہ ۱۵ مئی کو جو خط مسٹر ملک محمد فاروق کا شائع ہوا ہے اس میں زبان سیکھنے کے متعلق جن خیالات کا اظہار کیا گیا ہے میں ان سے متفق ہوں لیکن ایک بات اختلافی طور پر کہنی چاہتی ہوں۔ اس میں تو کوئی شک نہیں کہ خود مطالعہ بہت اچھی چیز ہے اگر یہ آڈیو ویڈیو مواد کے ساتھ کیا جائے لیکن ہم میں سے کتنے ایسے لوگ ہیں جو اس طریق کار کو اختیار کر سکتے ہیں سوال یہ ہے ہمارے عوام الناس میں سے کتنے ایسے لوگ ہیں جنہیں اس طرح زبان سیکھنے میں مدد دی جا سکتی ہے۔ ہمارے بہت سے پاکستانی اداروں میں زبان کی لیبارٹری کا موجود ہونا ایک خواب ہے۔ یہ بات اس لئے کہہ رہی ہوں کیونکہ اس میں اخراجات بہت زیادہ اٹھتے ہیں۔ خود مطالعہ کا ایک پہلو یہ ہے کہ انسان اپنے آپ کو کسی ایسے ملک میں ایک خاص عرصہ کے لئے لے جائے جہاں وہ اپنے ذوق کو بغیر کسی مشکل کے تعلیم حاصل کرنے کے سلسلے میں پوری طرح لگا دے۔ جہاں تک بلاواسطہ طریق کا تعلق ہے جیسا کہ مسٹر فاروق نے اشارہ کیا ہے اس کے لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ بچے کو زبان کے سلسلے میں ایکسپوز کیا جائے۔ اور یہ ایسی بات ہے جو ہمارے ملک میں زبان سیکھنے والوں کو میسر نہیں آتی۔ یہ بات کہ غیر مقامی شخص کو انگلستان لے جائیں (بریڈ فورڈ نہیں) کہ وہ وہاں انگریزی سیکھے تو بلاواسطہ طریق کار معجزے دکھائے گا۔ لیکن ایک ایسے طالب علم کو انگریزی سکھانا خاص طور پہ ایک غیر انگریزی میڈیم سکول میں بلاواسطہ طریقے کے ذریعے جہاں طالب علم کلاسوں میں کم جاتا ہے اور اساتذہ کے ساتھ اس کی شراکت کم ہوتی ہے۔ اس چالیس منٹ کے پیریڈ میں جس میں استاد نے انگریزی سکھانا بول کر سکھانا ہے۔ اور پھر ایک ایسے طالب علم کو جسے کلاس کے اندر یا باہر انگریزی سے مانوس ہونے کا موقع نہیں ملا۔ ایک ایسا طالب علم جو بولا گیا صحیح فقرہ کلاس کے اندر یا باہر سنتا ہی نہیں۔ یا بالفاظ دیگر ایک طالب علم ہی سے جو سننے لکھنے پڑھنے اور بولنے (انگریزی) کے سلسلے میں کم ایکسپوز ہوتا ہے۔ ان حالات میں اگرچہ یہ بات کہنا اچھا تو نہیں لگتا لیکن یہ تجویز پیش کر رہی ہوں کہ گرائمر / ترجمہ کے طریق پہ زور دیا جائے۔ اس سے خاصے بہتر نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔ جیسا کہ پاکستان میں گزشتہ سالوں میں ہوتا رہا ہے۔ میں اس بات کو واضح کر دینا چاہتی ہوں کہ پچاس کے دہاکے میں یا ساٹھ کے دہاکے کے اوائل میں حقیقتاً انگریزی میڈیم سکول اور غیر انگریزی میڈیم سکول میں کوئی تمیز نہیں تھی۔ کیونکہ ان دنوں تمام مضامین انگریزی ہی میں پڑھائے جاتے تھے۔ حالانکہ نام نہاد غیر انگریزی میڈیم سکولوں میں بھی، میں نام نہاد کہتی ہوں کیونکہ دونوں قسم کے سکولوں میں فرق صرف یہ تھا کہ نام نہاد انگریزی سکولوں میں پڑھانے والے مقامی ہی لوگ ہوتے تھے۔ انہی کی زبان سے طلباء کو انگریزی سننا پڑتی تھی۔ جن لوگوں نے پچاس کے دہاکے میں یا ساٹھ کے دہاکے کے اوائل میں میٹریکولیشن کا امتحان پاس کیا تھا اور یہ وہ دن تھے جب گرائمر / ترجمے کا طریق جاری تھا۔ انہیں اپنے اظہار خیال میں ـــ زبانی ہو یا تحریری ـــ کوئی مشکل پیش نہیں آتی تھی۔ اور وہ دس سطری پیراگراف انگریزی میں نہایت صحت کے ساتھ لکھتے تھے۔

میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے ملک کی موجودہ کیفیت میں اس بات میں کوئی حرج نہیں ہے کہ ہم گرائمر / ترجمے کے طریق کی طرف لوٹ جائیں۔ خاص طور پہ غیر انگریزی میڈیم سکولوں میں اور اس سلسلے میں کوئی بات ہماری راہ میں روک نہیں ہونی چاہیئے اس سے ہم مطلوبہ بہتر نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔ خاص طور پہ طلباء کی اکثریت کے سلسلے میں۔ دوسرے طریق بھی استعمال کئے جائیں تو ان کے ساتھ گرائمر / ترجمے کا طریق استعمال کرنا اساتذہ کے لئے کسی طرح بھی ممنوع نہیں ہے اور حقیقت یہ ہے کہ استاد تو بذات خود ایک طریق ہی ہوتا ہے۔

یہ خط جامشورو سے لکھا گیا۔

دی نیوز انٹرنیشنل
۷۔ جون ۱۹۹۳ء

Attention wildlife lovers!

From Dr Anwar Pasha

The WWF has never been friendly to us since we not only shoot wildlife but also relish to eat it. Migration Route 2 passing over Pakistan is considered dangerous for the migratory birds.

For a change let's watch the political birds, the assortment of which is the largest in Pakistan.

Look what we have to show for. Among the scavengers we have a large variety of vultures and crows, some old, experienced with a killer's instinct, others young, inexperienced but upcoming under patronage. Then there are doves, pigeons and nightingales that do not sing the proverbial song of peace and tranquility but malevolence and duplicity. Such is the soil here that even the nightingales collude and conspire with predators such as vultures and crows.

Then there are the reptiles and serpents, with varying degrees of venom. Their path should never be crossed for reasons of safety. One of the special kinds is the Faisalabad variety that is the only remnant of its pedigree. It breathes fire and throws flames and turns everything around into ashes. It must be observed from a safe distance and not without binoculars. Unique, isn't it?

Following this are the flying-vipers, small, thin but spell sure and painful death. It can jump whistling from Sri Lanka to here in one quick flight. Lastly, there are parrots with different shades of eyes and capable of singing different songs at different times in chorus depending on the flock they accompany that day.

All these species are closely observed all the time by the elderly predator who keeps mum most of the time due to old age and prefers to live on heights. All bird-watchers of the world are cordially invited to visit us at their own expense with binoculars but surely the treat would be one of its own kind and experience. We guarantee to give you the run for your money.

Lahore

The News International,

Monday, June 7, 1993

ڈاکٹر انور پاشا دی نیوز انٹرنیشنل کے ۷، جون ۱۹۹۳ء کے شمارے

باقی صفحہ ۵ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ساجدہ نسرین

لجنہ کیلئے

زندگی ایک سفر ہے ہمیں اس سفر میں بہت سے نشیب و فراز نظر آتے ہیں۔ لیکن آج میں جس سفر کی کہانی لکھوں گی وہ ہے سفر جو گھر سے کسی دوسری منزل تک۔ یا پھر کسی دوسری منزل سے گھر آنے تک۔ گھر سے نکلتے تو آرزو یہ ہوتی ہے کہ عافیت سے سفر کٹ جائے اور سفر کی قباحتوں سے خداتعالیٰ بچائے رکھے جس طرح اچھے ہمسایہ کی تمنا ہم کرتے ہیں لیکن سفر میں بھی یہی خواہش رکھتے ہیں کہ اچھا ساتھی ملے۔ کچھ کی اچھائی لے کر ہم برسوں یاد رکھتے ہیں اور کچھ لوگوں کی باتوں کو یاد کر کے اپنی اصلاح پر قائم رکھنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک سفر میں مجھے ایک ساتھی کے رویّے نے بہت کچھ سوچنے اور سمجھنے کی مہلت دی کہ آخر ہم کیوں ایسا کرتے ہیں چھوٹی چھوٹی باتوں کو کر کے اپنے گناہوں میں اضافہ کیوں کرتے ہیں؟ م۔ص میرے ساتھ سفر میں تھیں۔ سفر کے آغاز میں ہی انہوں نے میرے علاوہ ۳ عورتوں کو اپنے ساتھ ملایا اور گفتگو کا مقابلہ شروع ہوا۔ ہاں بہن تم نے کہاں جانا ہے۔ کس کے پاس جانا ہے کیا مقصد ہے جانے کا؟ تمہارے کتنے بچے ہیں۔ تمہارے میاں کیا کرتے ہیں کتنی تنخواہ ہے۔ تمہارا گھر اپنا ہے یا کرایہ کا۔ ہر ماہ تمہارا گھر کا کتنا خرچہ اٹھ جاتا ہے؟ ہاں بتاؤ تمہاری ساس سسر ہے۔ کتنی نندیں ہیں دیور جیٹھ کیسے ہیں۔ اور پھر کہانی ابھی ختم نہیں ہوئی۔ باتوں کا سلسلہ آگے بڑھتا ہے سناؤ۔ ساس سسر کیسے ہیں اب م ص نے بتانا شروع کیا کہ میری ساس تو ابھی ہے ویسی ہے۔ فلاں نند نے فلاں وقت یہ کیا اور کون سی نند کا میرے میاں کہا موڑ نہیں سکتے۔ میرے دیور بہت اچھے ہیں مگر ایک ہی نقص ہے کہ وہ اپنی ماں سے بہت محبت کرتے ہیں۔ بیویوں کی نہیں سنتے۔ میرے میاں کا سلوک میرے ماں باپ سے اچھا نہیں۔ میرے میاں کی فلاں عادت بہت بری ہے میں نے بہت کوشش کی کہ میں سسرال میں نہ رہوں۔ میاں نے ایک نہ مانی! ماں کا دم بھرتا ہے بچوں کا اسے کچھ خیال نہیں!

میں برابر بیٹھی ان سب کی باتوں سے ہر ایک کی کہانی سمجھ گئی کہ کون عورت کے کیا گھر کے طریقے ہیں۔ میرے علاوہ تقریباً سب بیٹھے ہوئے لوگ ان ۳ عورتوں کی کہانی جان گئے لیکن کسی کو کچھ حاصل نہیں؟ آخر ہم عورتیں ایسا کیوں کرتی ہیں؟

اپنے اپنے گھر کی کہانی سے کسی دوسرے کو کوئی دلچسپی نہیں ہرگز۔ سفر وسیلۂ ظفر کی کوشش اور دعا کے طالب رہیں۔

شذرات

خشونت سنگھ

خشونت سنگھ بھارت کے ایک بہت بڑے معروف صحافی ہیں۔ انہوں نے اپنے ایک حالیہ مضمون میں کہا ہے کہ بھارتی لوگ توہم پرست ہیں۔ گذشتہ دنوں ایک اوپن میٹنگ میں جب ہوا کے جھکڑ نے سائبان گرا دئے تو لوگوں نے اسے بدشگون سمجھا اور اس میٹنگ کو چار ماہ کے لئے ملتوی کر دیا۔ وہ کہتے ہیں کہ جو لوگ بیوقوفوں کی جنت میں رہنا چاہتے ہیں۔ انہیں رہنے دیجئے لیکن جو سمجھدار اور دانشور ہیں انہیں تو معاملے پر صحیح رنگ میں غور کرنا چاہیئے۔ انہوں نے وزیر ارجن سنگھ کی اس تجویز کے متعلق بھی اظہار خیال کیا ہے کہ وہ چاہتے ہیں کہ مسلمانوں سے بابری مسجد کے سلسلے میں سرعام معافی مانگی جائے۔ خوشونت سنگھ کا کہنا ہے کہ مسلمانوں ہی سے کیوں مسلمانوں کے علاوہ بھی بہت سے لوگ ایسے ہیں۔ جو سمجھتے ہیں کہ یہ ظالمانہ کارروائی ہرگز ہرگز نہیں کی جانی چاہیئے تھی۔ بہت سے لوگ ایسے ہیں جو مختلف مذاہب کے لوگوں کا آپس میں ملنا جلنا اٹھنا بیٹھنا رہنا سہنا پسند کرتے ہیں اور اسی طرح ایک دوسرے کی عزت کرتے ہیں۔ اگر معافی مانگنی ہے تو سارے ہندوستان سے معافی مانگی جائے۔ سب لوگوں سے معافی مانگی جائے۔ اور یہ کہنا کہ بی جے پی معافی مانگے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے جسکی تعریف کی جاسکے۔ جہاں تک بی جے پی کا تعلق ہے یہی تو وہ پارٹی ہے۔ جس نے مسجد منہدم کی ہے اب وہ کس منہ سے معافی مانگے۔ وہ تو اپنی اس بات پر اڑے ہوئے ہیں کہ بابری مسجد ہی کی جگہ رام جنم بھومی مندر بنایا جائے۔

خوشونت سنگھ کہتے ہیں کہ کانگریس کے لیڈروں کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ جہاں تک معافی مانگنے کا سوال ہے وہ یقین سے کہہ سکتے ہیں کہ جو بھی معافی مانگے گا وہ فائدے میں رہے گا۔ ایک فائدہ تو ظاہر ہے کہ اگر وہ خلوص دل سے معافی مانگے گا تو وہ اسکی تعریف کریں گے اور اسکی حمایت کریں گے۔

والدین واقفین ان باتوں کا خیال رکھیں

حضور نے فرمایا:

"میں نے اپنے وسیع تجربے میں دیکھا ہے کہ ایشیاء میں خصوصیت کے ساتھ یہ عادت بہت زیادہ پائی جاتی ہے کہ ایک چیز کا اندازہ لگا کر اس کو واقعات کے طور پر بیان کر دیتے ہیں۔۔۔۔ اس لئے اس بات کی بچپن سے عادت ڈالنی چاہیئے کہ جتنا علم ہے اس کو علم کے طور پر بیان کریں جتنا اندازہ ہے اس کو اندازے کے طور پر بیان کریں۔ اور اگر بچپن میں آپ نے یہ عادت نہ ڈالی تو بڑے ہو کر پھر دوبارہ بڑی عمر میں اسے رائج کرنا بہت مشکل کام ہوا کرتا ہے۔"

(خطبہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء)

بقیہ: صہ ۴

میں خطوط کے کالم میں کہتے ہیں:

ڈبلیو۔ ڈبلیو۔ ایف۔ یعنی جنگلی جانوروں کے سلسلے میں تنظیم نے کبھی بھی ہماری طرف دوستی کی نظر سے نہیں دیکھا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہم نہ صرف جنگلی جانوروں کا شکار کرتے ہیں بلکہ بڑے شوق سے انہیں کھاتے بھی ہیں۔ مائی گریشن روڈ نمبر ۲ (یعنی پرندوں کے ایک طرف سے اڑ کر دوسری طرف جانے کا رستہ نمبر ۲) جو پاکستان کے اوپر سے گذرتا ہے ان پرندوں کے لئے بڑا خطرناک سمجھا جاتا ہے۔

آئیے ہم سیاسی پرندوں کی طرف ایک نظر دوڑائیں اور یہ سیاسی پرندے پاکستان میں بہت زیادہ تعداد میں پائے جاتے ہیں۔ آئیے دیکھیں کہ ہمیں کیا کچھ دکھاتا ہے۔ وہ پرندے جو صفائی پر مامور ہیں ہمارے پاس ان کی بڑی متنوع قسمیں موجود ہیں۔ مثلاً گدھیں اور کوے۔ ان میں سے بعض بوڑھے ہیں اور دوسروں کو ہلاک کرنے کا خاصا تجربہ رکھتے ہیں۔ ان کے علاوہ کچھ نوجوان ہیں جو ہیں تو نا تجربہ کار لیکن بوڑھے پرندوں کی سرپرستی میں یہ بھی اپنے فن میں آگے بڑھ رہے ہیں۔ ان کے علاوہ فاختائیں ہیں، کبوتر ہیں، بلبلیں ہیں جو گاتی نہیں حالانکہ محاورۃً یہ بتایا جاتا ہے کہ وہ امن اور سکون دل کے لئے گاتی ہیں۔ یہ ناروا داری اور دوغلے پن کی باتیں کرتی ہیں۔

یہ ہے ہماری زمین جہاں بلبلیں بھی ایک دوسرے سے ٹکرا جاتی ہیں اور سازشیں کرتی ہیں بالکل اسی طرح جس طرح گدھ اور کوے۔

پھر رینگنے والے جانوروں کی طرف آئیے ان میں سانپ بھی شامل ہیں اور ان میں مختلف مقدار میں زہر پایا جاتا ہے۔ آپ ان کے کبھی آڑے نہ آئیے تا کہ آپ محفوظ رہیں۔ فیصل آباد کی ایک ایسی قسم ہے۔ جو صرف اپنے آباؤ اجداد کے نام پر زندہ ہے۔ یہ منہ سے آگ کے شعلے اگلتے ہیں اور اپنے ماحول کی ہر چیز کو راکھ بنا دیتے ہیں۔ انہیں کچھ فاصلے سے دیکھنا چاہیئے اور دیکھنا بھی دوربین کے ساتھ چاہیئے۔ ہے نا عجیب بات۔

ان کے بعد اڑنے والے سانپوں کی طرف آئیے۔ چھوٹے پتلے لیکن ان کا کاٹنا یقینی طور پر تکلیف دہ موت کا باعث بنتا ہے۔ یہ سری لنکا سے وسل بجاتے ہوئے چھلانگ لگاتے ہیں اور ایک ہی پرواز میں یہاں پہنچ جاتے ہیں۔

آخیر میں ہم ذکر کریں گے طوطوں کا جن کی آنکھوں کے رنگ مختلف ہیں اور جو اپنے جھنڈ کے ساتھ مل کر مختلف کورس گاتے ہیں۔ ان کے کورس کا انحصار ان کے جھنڈ پر ہے۔

یہ تمام قسم کے جانور بڑی دلچسپی کے ساتھ ہر وقت دیکھنے میں آتے ہیں اور یہ خود خاموش رہتے ہیں اپنے بڑھاپے کی وجہ سے اور یہ اپنی گذر بسر بلندیوں پر کرتے ہیں۔ ہم دنیا بھر کے ایسے لوگوں کو جو پرندوں کو دیکھنے کے شوقین ہیں دعوت دیتے ہیں کہ وہ اپنی جیب سے خرچ کرتے ہوئے اور اپنی دوربینیں لے کر یہاں آئیں وہ اس سے خوب خوش وقت ہونگے اور ان کا یہ تجربہ ایک منفرد تجربہ ہوگا۔ ہم انہیں اس بات کا یقین دلاتے ہیں کہ ان کا روپیہ صحیح کام پر خرچ ہوگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یاد رفتگان

محمد الدین مجاہد

محترمہ خورشید بیگم صاحبہ

خاکسار کی اہلیہ محترمہ خورشید بیگم صاحبہ مختصر علالت کے بعد ۲۱ جنوری ۹۳ء کو تین بجے سہ پہر بقضائے الٰہی وفات پا گئیں۔ (یقیناً ہم سب اللہ تعالیٰ کیلئے ہی ہیں اور اسی کی طرف ہم سب لوٹ کر جانے والے ہیں) آپ میری تایا زاد بھی تھیں۔ آپ میرے تایا جان چوہدری حسین بخش صاحب (اللہ ان پر رحم فرمائے) کی بڑی بیٹی تھیں۔ تقسیم ملک کے کچھ عرصہ قبل ہم رشتہ ازدواج میں منسلک ہوئے۔ ہمارے نکاح کا اعلان محترم قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری (اللہ ان پر رحم فرمائے) نے چک نمبر ۳۸۲ ج ب فیصل آباد میں کیا۔ جہاں محترم تایا جان بسلسلہ ملازمت مقیم تھے۔ ان ایام میں محترم قاضی صاحب تایا جان کی درخواست پر اس علاقہ میں دورہ پر تھے۔

۱۹۴۷ء میں جب ہم محلہ اسلام پورہ ٹوبہ ٹیک سنگھ میں مقیم تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پہلے بیٹے سے نوازا۔ بچے کی پیدائش سے قبل خاکسار نے حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی (اللہ آپ پر راضی ہو) کی خدمت میں ایک دعائیہ عریضہ لکھا۔ جس میں حضور سے متوقع بچے کا نام عطا فرمانے کی درخواست بھی کی۔ حضرت امام جماعت احمدیہ الثانی نے از راہ شفقت ولادت سے قبل ہی بچے کا نام "قمر الدین مبشر" عطا فرمایا۔ خط میں صرف ایک ہی نام تھا یعنی لڑکے کا۔ اور یہ بہت بڑی خوشخبری تھی بھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے ہمیں بیٹا عطا فرمایا جس کا نام قمر الدین مبشر رکھا گیا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں مزید دو بیٹے اور دو بیٹیاں عطا فرمائیں۔

اہلیہ ام نے تقریباً چھیالیس سال سے زائد عرصہ میری زوجیت میں گزارا۔ اس طویل عرصہ میں انہوں نے ہر لحاظ سے میری اطاعت کی اور کامل فرمانبرداری سے ساتھ نبھایا۔ اس جہانِ فانی سے عالمِ جاودانی کو کوچ کرتے وقت وہ مجھ سے راضی تھیں۔ اور میں ان سے خوش تھا۔ دعا ہے کہ خدائے عزّ و جل بھی ان سے راضی ہو۔ اور اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ عطا فرمائے۔

اہلیہ ام کو شروع سے ہی خدمتِ سلسلہ کا بہت شوق تھا۔ اسلئے بالکل ابتداء سے ہی لجنہ اماء اللہ کی فعال کارکن رہیں۔ قیام پاکستان سے کچھ عرصہ بعد ہم ٹوبہ ٹیک سنگھ سے ربوہ منتقل ہو گئے۔ اس وقت سے لے کر تادم آخر میری اہلیہ محلہ دارالصدر شمالی ربوہ کی لجنہ اماء اللہ کی تنظیم سے منسلک رہیں۔ اور مختلف حیثیتوں سے کام کی توفیق پاتی رہیں محلہ کی سیکرٹری مال بھی رہیں اور ماہنامہ مصباح کی تقسیم کا فریضہ بھی سرانجام دیتی رہیں۔

آپ گھر میں آنے والی غیر از جماعت خواتین کو بہت پیار سے احمدیت کی باتیں بتاتیں۔ اور دعوت الی اللہ کرتیں ان کی خاطر تواضع اور عند الضرورت مالی امداد بھی کرتیں۔ آپ بہت مہمان نواز اور غریب پرور تھیں۔ صدقہ خیرات بکثرت کرتی رہتیں۔ مرض الموت میں بھی صدقہ خیرات کی توفیق پائی۔

آپ نے سلسلہ کی تمام مالی تحریکات میں بہت شوق سے حصہ لیا۔ بفضل خدا عبادت کی پابند تھیں۔

بفضل خدا موصیہ تھیں۔ وفات سے پہلے مجھے بار بار کہتیں کہ میری وصیت کا حساب مکمل کرلیں۔ چنانچہ میں نے دفتر وصیت سے رابطہ کیا۔ اور دفتر نے حسابات چیک کرنے کے بعد لکھا کہ مبلغ انچاس روپے فاضلہ ہے۔ یہ پڑھ کر بہت خوش ہوئیں اپنی علالت میں اپنے بیٹے قمر الدین مبشر اور بیٹی عزیزہ امۃ الرؤف کو بہت یاد کیا۔ یہ دونوں جرمنی میں تھے۔ مبشر تو علالت کی خبر ملتے ہی بیوی بچوں سمیت آگیا۔ جسے مل کر بہت خوش ہوئیں۔ مگر امۃ الرؤوف نہ آسکی۔ اور اسے دیارِ غیر میں ہی والدہ کی وفات کی افسوسناک خبر سننی پڑی۔ اللہ تعالیٰ اس کا حافظ و ناصر ہو۔ اور صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے اور اسکی ساری اولاد اور بہن بھائیوں کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔

کوئی متکبر انسان قرآنی فیوض اور برکات کا وارث نہیں بن سکتا صرف اور صرف فروتنی کی چابی سے قرآنی علوم کا دروازہ کھولا جا سکتا ہے صرف اور صرف عجز کی رداء اور چادر پر انوار قرآنی کا رنگ چڑھ سکتا ہے اور صرف اور صرف منکسرانہ مزاج ہی قرآن کریم کے مزاج سے مطابقت کھاتا ہے۔

(حضرت امام جماعت احمدیہ الثالث)

منور احمد فضل

(ماخوذ)

پینے کا صاف پانی

انسان نے کنوئیں کے تازہ پانی کے استعمال کو ترک کیا۔ اور اس کی جگہ نلکے کے پانی کو رواج دیا۔ اس لئے کہ اس میں اسے بڑی آسانی نظر آئی۔ جب نلکا کھولا پانی موجود۔ پھر کنوئیں سے پانی نکالنے اور گھڑوں، مٹکوں اور دوسرے برتنوں میں اسے ذخیرہ کرنے کے ہر روز کے معمول سے بھی نجات مل گئی انسان نے اپنے آپ کو بڑا ہلکا محسوس کیا۔ اور ہر روز کی ایک مصیبت سے چھٹکارا پانے پر سکھ کا سانس لیا۔ پھر اچانک ایک دن اسے معلوم ہوا کہ نلکے کے پانی میں آسانیاں تو بہت ہیں لیکن اکثر وہ پینے کے لئے ناموزوں ہوتا ہے۔ جہاں پانی ذخیرہ کیا جاتا ہے وہاں صفائی اور پانی کو جراثیم سے پاک کرنے کا تسلی بخش انتظام نہیں ہوتا۔ اس لئے اس نے ایک قدم اور آگے بڑھایا۔ اور پینے کے لئے نلکے کا پانی ترک کر دیا۔ اور بوتلوں میں بند پینے کے پانی کو خریدنا اور استعمال کرنا شروع کر دیا۔ مختلف کمپنیوں کی پانی کی بوتلیں بازار میں عام دستیاب ہیں۔ خاص کر اونچے طبقے کے لوگ انہیں بڑے فخر سے استعمال کرتے ہیں۔ جب ایک خوبصورت خوشنما بوتل سے وہ گلاس میں پانی انڈیلتے اور اپنے لبوں سے گلاس لگاتے ہیں تو اس خوش فہمی میں مبتلا رہتے ہیں کہ وہ نہایت صاف ستھرا اور جراثیم سے پاک پانی پی رہے ہیں۔ ایسے لوگوں کے لئے یہ خبر چونکا دینے والی ہو گی کہ بوتلوں کا پانی بھی ناقص اور غیر معیاری ہو سکتا ہے اور ہوتا ہے۔ ان میں بھی مضر صحت جراثیم ہوتے ہیں۔ گذشتہ دنوں میساچوسٹس بوسٹن کی نارتھ ایسٹن یونیورسٹی کے ماہرین نے بوتلوں میں بند پانی یا پانی کی سیل شدہ بوتلوں کے معیار کے بارے میں تحقیق کی تھی۔ جو دو مہینے جاری رہی۔ انہوں نے دس کمپنیوں کے بوتل میں بند کئے ہوئے پانی کا بار بار تجزیہ کیا۔ اور انہیں پانی کے ان نمونوں میں ہر بار بکثرت بکٹیریا نظر آئے۔ ان کی تعداد ۲۰ ہزار سے لے کر دس لاکھ فی ملی لیٹر تھی۔ ملی لیٹر ایک لیٹر کا ہزارواں حصہ ہوتا ہے۔ متعلقہ سرکاری معیار کی رو سے اگر پانی میں بکٹیریا ہوں بھی تو ان کی تعداد لیٹر کے ایک ہزار دیں حصے میں پانچ سو سے زیادہ نہیں ہونی چاہیئے۔ امریکی حکومت کے فوڈ اینڈ ڈرگ ایڈمنسٹریشن نے یہی معیار بوتلوں میں بند پانی کے لئے بھی مقرر کیا ہے۔ نارتھ ایسٹن یونیورسٹی کے ان تحقیقی ماہرین نے رائے ظاہر کی ہے کہ پانی کی بوتلوں میں پائے جانے والے بکٹیریا خطرناک نہیں ہیں۔ ایسے لوگوں کو تو وہ بالکل نقصان نہیں پہنچا سکتے جو پوری طرح تندرست اور صحت مند ہوں۔ بوتلوں میں پائے جانے والے مخصوص بکٹیریا کا نام سوڈوموناس ہے۔ اگرچہ صحت مند آدمیوں کو عام طور پر ان سے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔ لیکن ایسے لوگوں کو جو صحت مند نہیں ہیں یا پہلے سے کسی بیماری میں مبتلا ہیں اور ان کے جسم کا دفاعی نظام پہلے سے کمزور ہے۔ یہ جراثیم انہیں نقصان پہنچا سکتے ہیں۔ ان کی بیماری شدید سے شدید تر ہو سکتی ہے۔ اور وہ پہلے کے مقابلے میں زیادہ بیمار ہو سکتے ہیں۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ لوگ بوتلوں کا پانی اس لئے پیتے ہیں کیونکہ ان کے خیال میں یہ نلکے کے پانی کے مقابلے میں زیادہ خالص اور مصفّٰی ہوتا ہے۔ کہہ سکتے ہیں کہ یہ پانی ان معنوں میں خالص ہوتا ہے اسی میں کیمیاوی مرکبات شامل نہیں کئے جاتے یا نہیں پائے جاتے۔ بعض ملکوں میں پینے کے پانی کو کلورین سے صاف کیا جاتا ہے وہاں کے نلکوں کے پانی میں ان ماہرین کی رائے کے مطابق بوتلوں کے پانی کے مقابلے میں نسبتاً کم جراثیم ہوتے ہیں۔ کیونکہ انہیں کلورین یا دوسرے کیمیائی مرکبات سے صاف نہیں کیا جاتا نارتھ ایسٹن یونیورسٹی کے ماہرین کے علاوہ دوسرے سائنسدانوں نے بھی پینے کے پانی کے متعلق تحقیق کی ہے اور وہ اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ کنوئیں سے حاصل ہونے والا پینے کے قابل تازہ پانی صحت کے لئے سب سے مناسب ہے۔ اور ہر اعتبار سے بے ضرر ہے۔

پروگرام بزم طلباء کا حصہ
سائنس کی دنیا

الفضل میں اشتہار دیکر تجارت کو فروغ دیں۔ (مینیجر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا

○ مکرم ملک محمد رفیق صاحب صدر محلہ دارالصدر غربی ربوہ کے بیٹے مکرم محمد مسیح الدین شاہد صاحب مقیم جرمنی کے معدہ کا اپریشن حال ہی میں ہوا تھا۔ اب معدہ کا دوبارہ اپریشن ہونے والا ہے۔

○ مکرم غلام قادر چیمہ صاحب کا بیٹا محمد احمد عمر ۲۲ سال ابوظہبی میں سخت بیمار ہے۔ دو دفعہ اس پر بے ہوشی طاری ہوئی ہے جو کئی دن جاری رہی۔ اب ہوش میں ہے باتیں کرتا ہے۔ لیکن تاحال پوری طرح آرام نہیں آیا۔

احباب ان سب کی کامل شفایابی کیلئے دعا کریں۔

سانحہ ارتحال

○ مکرم محمد الدین صاحب کارکن وکالت تصنیف تحریک جدید کے ماموں مکرم عبدالعزیز صاحب شاد جو کہ ایک عرصہ سے معدہ میں درد کی وجہ سے علیل چلے آرہے تھے بقضائے الٰہی مورخہ ۷ جون ۹۳ء کو وفات پا گئے ہیں۔

○ مکرم محمد منظور احمد خان ایاز صاحب گڑھی شاہو لاہور کے برادر نسبتی شیخ محمد عثمان صاحب کا ابوظہبی میں انتقال ہو گیا ہے آپ مکرم صوفی مولا بخش صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے پوتے اور مکرم شیخ محمد اسحاق صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے بڑے صاحبزادے تھے۔

احباب ان سب کی بلندی درجات کے لئے دعا کریں۔

اعلان دارالقضاء

(محترمہ امینہ بیگم صاحبہ بابت ترکہ مکرم محمد صدیق صاحب)

○ محترمہ امینہ بیگم صاحبہ بیوہ مکرم محمد صدیق صاحب مکان نمبر ۵۹۶ کربلا روڈ گلی نمبر ۹ پیر تاجی محلہ ساہیوال نے درخواست دی ہے کہ میرے خاوند بقضائے الٰہی وفات پا گئے ہیں۔ قطعہ نمبر ۲ بلاک نمبر ۲۱ برقبہ تقریباً ایک کنال محلہ دارالرحمت ربوہ میں سے ۱/۲ حصہ ان کے نام منتقل شدہ ہے۔ اب میں اور میرے بچے ان کے وارث ہیں۔ بچوں کو میرے نام انتقال پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ لہٰذا یہ حصہ میرے نام منتقل کیا جائے۔ ورثاء کی تفصیل یہ ہے:۔

۱:۔ محترمہ امینہ بیگم صاحبہ — بیوہ
۲:۔ " جمیلہ صدیقہ صاحبہ — بیٹی
۳:۔ " بشریٰ صدیق صاحبہ — "
۴:۔ " امتہ السلام صاحبہ — "

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس ۳۰ یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جا رہی ہے کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری مجلس کارپرداز ربوہ

مسل نمبر ۲۸۹۱۳ میں وسیم احمد ولد سعید احمد صاحب قوم جٹ پیشہ طالب علم عمر ۲۱ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ٹنڈو محمد خان ضلع حیدر آباد حال نیو مسلم ٹاؤن لاہور۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹-۱۲-۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۲۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ وسیم احمد A/۱۳۴ نیو مسلم ٹاؤن لاہور۔ گواہ شد نمبر۱۔ افتخار اللہ سیال A ۱۳۴ نیو مسلم ٹاؤن لاہور۔ گواہ شد نمبر۲۔ عطاء المجیب وصیت نمبر ۲۷۵۸۷

مسل نمبر ۲۸۹۱۴ میں ندیم احمد باسط ولد عبدالباسط قوم گجر پیشہ تعلیم عمر ۲۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن محلہ نیا اڈہ کھاریاں حال ناصر ہوسٹل ربوہ۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۶-۱۲-۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کوئی نہیں ہے۔ اس وقت مجھے مبلغ ۳۰۰/- روپے ماہوار بصورت جیب خرچ مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد۔ ندیم احمد باسط ناصر ہوسٹل ربوہ۔ گواہ شد نمبر۱ نصیر احمد شاد وصیت نمبر ۲۱۵۲۰ استاد جامعہ احمدیہ۔ گواہ شد نمبر۲ بشیر احمد کاہلوں استاد جامعہ احمدیہ۔

مسل نمبر ۲۸۹۱۵ میں بشیر احمد باجوہ ولد میاں خدا بخش صاحب قوم باجوہ پیشہ تجارت عمر ۶۶ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن لاہور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸-۱۲-۹۲ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) مکان نمبر ۶ ۱۰ مرلہ واقع شالیمار فہمی سٹریٹ A-۱۰ مالیتی ۶۰۰۰۰/- روپے (۲) پلاٹ نمبر ۸۶ محلہ ناصر آباد مالیتی ۵۰۰۰/- روپے (۳) بنک میں رقم ۱۰۰۰۰/- روپے (۴) سرمایہ تجارت قریباً ۱۰۰۰۰/- روپے کل جائیداد مالیتی ۸۵۰۰۰/- روپے اس وقت مجھے مبلغ ۵۰۰/- روپے ماہوار بصورت کاروبار مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا۔ اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی وصیت حاوی ہو گی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد بشیر احمد باجوہ ۱۰۹ اشیر شاہ بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور۔ گواہ شد نمبر۱۔ ملک عنایت اللہ صدر حلقہ گارڈن ٹاؤن لاہور۔ گواہ شد نمبر۲۔ منیر احمد جاوید باجوہ۔

بقیہ: ص۱ کالم ۳

تعلق رکھتے ہیں اور (ب) فحشاء کہلاتے ہیں۔ یہ صرف قرآن کا خاصہ ہے کہ جب وہ کسی بدی یا گناہ سے روکتا ہے تو اس سے بچنے کی ترکیب بھی بتاتا ہے۔ چنانچہ یہاں بغی منکر فحشاء سے بچنے کے لئے عدل و احسان ایتاء ذی القربیٰ کا ارشاد فرمایا۔ اور ان بدیوں سے محفوظ رہنا ان نیکیوں کے لئے بطور نتیجہ کے بیان کیا۔ پھر فرمایا کہ تم عہدوں کو پورا کرنے والے بنو۔ نہ صرف وہ عہد جو خدا سے کئے ہیں بلکہ مخلوق سے بھی عہد شکنی نہ کرو کہ عہد شکن منافق ہوتا ہے۔ جو کسی نیکی کی بات پر ثابت قدم نہیں رہ سکتا۔ اللہ تمہیں وعظ کرتا ہے کہ عبودیت اختیار کرو تا الوہیت کے فیوض سے متمتع ہو۔

(از خطبہ فرمودہ ۲۹ جولائی ۱۹۱۰ء)

بقیہ ص۱ کالم ۴

میں میچ کی یادگاری شیلڈ پیش کی۔ اس موقع پر جرمنی کے امیر صاحب نے اردو میں نعرے لگوائے۔

اس میچ کی کمنٹری اردو اور پنجابی کے علاوہ انگریزی اور عربی میں بھی ساتھ ساتھ نشر کی گئی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

ربوہ ۲۰ جون۔ گرمی کی شدت میں ایک بار پھر اضافہ ہو گیا ہے۔

○ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف نے کہا ہے کہ میں محاذ آرائی کا قائل نہیں ہیں صدر کو مایوس نہیں کروں گا۔ انہوں نے کہا کہ مفاد پرست اپنے بچاؤ کی آخری جنگ لڑ رہے ہیں۔ بحران غیر جمہوری دور میں جنم لینے والوں نے پیدا کیا۔ صدر نے تعلقات کار کی ضرورت کو محسوس کر لیا ہے محاذ آرائی کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ بعض لوگوں نے اشتعال انگیزیاں کیں اور غلط فہمیاں پیدا کیں۔ اپوزیشن کو بات چیت کی پیشکش فراخدلانہ اور غیر مشروط ہے۔

○ وزیر اعظم نے محترمہ بے نظیر بھٹو سے براہ راست مذاکرات کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ مذاکرات طوالت کا شکار ہو رہے تھے جس کی وجہ سے صورتحال کسی بھی وقت خراب ہو سکتی تھی۔ لہٰذا ایک اعلیٰ سطحی اجلاس میں فیصلہ کیا گیا کہ محترمہ بے نظیر سے رابطہ کیا جائے۔ چنانچہ مسٹر شہباز شریف اور مسٹر آصف علی زرداری کی ملاقات ہو رہی ہے۔

○ وزیر اعظم نے صحافیوں کے لئے ایک جرنلسٹس فاؤنڈیشن کے قیام کا اعلان کرتے ہوئے اسکے لئے دو کروڑ روپے کی گرانٹ مختص کی ہے۔ وہ گذشتہ روز اسلام آباد، سندھ، بلوچستان اور سرحد سے آئے ہوئے صحافیوں کے اعزاز میں ظہرانے سے خطاب کر رہے تھے جو وزیر اعظم ہاؤس کے لان میں دیا گیا۔ وزیر اعظم نے کہا کہ جمہوریت کا چوتھا ستون آزاد اور طاقتور ہے۔

○ لاہور ہائیکورٹ کے چیف جسٹس نے پنجاب اسمبلی توڑے جانے کے خلاف رٹ درخواست کی سماعت کرتے ہوئے کہا کہ پنجاب حکومت کے وکیل صدر کو ملوث نہ کریں۔ گذشتہ روز عدالت کی کارروائی ۹ گھنٹے جاری رہی۔ اس میں سابق وزیر اعلیٰ غلام حیدر وائیں پر حکومت پنجاب کے وکلاء نے جرح کی۔ انہوں نے جرح کے دوران کہا کہ میرے خلاف تحریک صدر کے کہنے پر لائی گئی۔ فاضل عدالت نے کہا کہ صدر مملکت کے آئینی کردار پر بلاجواز تنقید سے اجتناب کیا جائے ورنہ اعلیٰ شخصیات کے بارے میں جوابات کو بھی ریکارڈ میں شامل کرنا پڑے گا۔

○ فیصل آباد میں سپاہ صحابہ اور پولیس میں تصادم ہو گیا۔ پولیس نے لاٹھی چارج کیا اور ہجوم کو منتشر کرنے کے لئے ہوائی فائرنگ کی۔ دو سو افراد کو گرفتار کر لیا گیا۔ آنسو گیس کے باعث تین بڑے لیڈر بے ہوش ہو گئے۔ سپاہ صحابہ نے رات ۲ بجے پھر احتجاجی جلوس نکالا۔ جس پر پولیس نے پھر لاٹھی چارج کیا۔ پولیس نے یہ کارروائی ڈی گراؤنڈ فیصل آباد میں مظلوم مدینہ کانفرنس کے شرکاء کے خلاف کی۔ سپاہ صحابہ کی طرف سے احتجاجی مظاہرے کرنے کا اعلان کیا گیا ہے۔

○ لاہور ہائیکورٹ میں بم رکھنے کی افواہ سے افراتفری پھیل گئی۔ بم ڈسپوزل سکواڈ کو فوری طلب کر لیا گیا۔ لیکن تلاشی کے باوجود کوئی چیز برآمد نہیں ہو سکی۔

○ سلامتی کونسل نے بوسنیا میں مزید ۸ ہزار فوج بھیجنے کی قرارداد منظور کر لی ہے۔ ۹ ہزار فوجی پہلے ہی سے اس علاقے میں موجود ہیں۔ اضافی کھیپ کا مقصد محفوظ علاقوں کے تحفظ کو یقینی بنانا ہے۔

○ بوسنیا کے ایک اور شہر میں سرب فوجیں داخل ہو گئیں گوراڈزے پر جنگ بندی کے باوجود توپ خانے سے گولہ باری کی جاتی رہی۔

○ انڈونیشیا کی آبادی ۲۰۲۰ء میں ساڑھے ۲۶ کروڑ ہو جائے گی۔ انڈونیشیا میں تیس سال قبل آبادی میں اضافے کی شرح ۳ فیصد تھی۔ ۸۰ء کی دہائی میں یہ کم کر کے دو فیصد کی گئی۔ ۹۰ء سے ۹۵ء تک یہ شرح ڈیڑھ فیصد اور اس سے کم ہو کر ۱ء۲ فیصد ہونے کی توقع ہے۔

○ قاہرہ کے نواح میں ٹائم بم کا دھماکہ ہونے سے ۵ افراد ہلاک اور ۲۰ زخمی ہو گئے۔

○ امریکہ نے کہا ہے کہ وہ بوسنیا کی تقسیم کے منصوبے کی توثیق نہیں کرے گا۔

○ آذربائی جان کے صدر ملک سے فرار ہو گئے ہیں۔ حیدر علی یف نے صدارت سنبھال لی ہے۔

○ امریکہ کے صدر کلنٹن نے کہا ہے کہ وہ مشرق وسطیٰ میں قیام امن کے لئے مکمل فریق کا کردار ادا کریں گے۔

○ بی بی سی نے کہا ہے کہ صدر نے اپنے جس انٹرویو میں وزیر اعظم نواز شریف سے ملاقات کی خواہش ظاہر کی ہے اس کا لب و لہجہ مصالحانہ تھا۔

○ چٹھہ لیگ کے سربراہ حامد ناصر چٹھہ نے کہا ہے کہ آٹھویں ترمیم کا خاتمہ جمہوریت کے لئے مفید نہیں ہو گا۔ انہوں نے کہا کہ موجودہ حکومت کی صدر کے خلاف منصوبہ بندی آئین کی خلاف ورزی ہے

○ پنجاب کے وزیر اعلیٰ میاں منظور احمد وٹو نے کہا ہے کہ میری حکومت کو غیر مستحکم کرنے کی سازش کرنے والے احمقوں کی جنت میں رہتے ہیں۔

○ انجمن شہریاں لاہور اور پیپلز پارٹی کے سینکڑوں لٹھ بردار کارکنوں نے جن میں خواتین بھی شامل تھیں۔ گذشتہ روز لاہور ہائی کورٹ کے باہر شاہراہ قائد اعظم (مال روڈ) پر "لوٹا بردار" جلوس نکالا اور پانچ گھنٹے تک سخت گرمی کے باوجود ہائیکورٹ کے باہر مظاہرہ کیا۔ مظاہرین نے وفاقی حکومت اراکین صوبائی اسمبلی و عدلیہ کے خلاف زبردست نعرے بازی کی۔ اس دوران سینکڑوں لوٹوں کو "کریکر بموں" کے ذریعے ہوا میں دھماکے سے اڑا دیا گیا۔ دھماکوں کی آواز سے پورے علاقے میں خوف و ہراس پھیل گیا۔

○ سرحد کے نگران وزیر اعلیٰ میر افضل نے کابینہ میں مزید توسیع کا فیصلہ کر لیا ہے

○ اندرون سندھ میں ایک بار پھر گرمی نے شدت اختیار کر لی ہے۔ دو مسافروں سمیت ۳ افراد ہلاک اور ۱۵ بے ہوش ہو گئے

○ حکومت اور پی ڈی اے کے درمیان مذاکرات کے دوران پی ڈی اے نے یہ شرط عائد کی ہے کہ مذاکرات کا سلسلہ جاری رکھنے کے لئے اکتوبر ۹۳ء میں عام انتخابات کی حتمی تاریخ کا اعلان کیا جائے۔ اگر حکومت یہ اعلان کر دے تو ہم آٹھویں ترمیم سمیت ضیاء الحق دور کے جودہ مختلف صدارتی آرڈی ننسوں کو ختم کرنے کے لئے بھی تیار ہیں۔ جو اس وقت آئین کا حصہ بنے ہوئے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ نواز شریف یہ تجاویز قبول کرنے کو تیار نہیں ان کی مذاکراتی ٹیم نواز شریف کو بادشاہ کے اختیارات دلانا چاہتی ہے

گذشتہ دنوں احمدیہ پاکٹ بک کے مصنف کا نام ملک خادم حسین صاحب شائع ہو گیا تھا جبکہ مصنف کا نام مکرم و محترم ملک عبدالرحمن صاحب خادم گجراتی ہے

صاحب اولاد

اپنے پھول سے بچوں کی صحت اور نشوونما کا خاص خیال رکھیں۔ اگر کوئی کمزوری ہو تو مندرجہ ذیل ادویات سے انتخاب کریں۔

DWARFISHNESS COURSE	100	چھوٹا قد کورس
BED URINE COURSE	35	بول بستری کورس
MITTI CHOUR COURSE	20	مٹی چھوڑ کورس
BABY GROWTH COURSE	30	بے بی گروتھ کورس
MARASMUS COURSE	60	سوکھا پن کورس
BABY TONIC	12	بے بی ٹانک
SLOW DENTITION CURE	20	آہستہ دانت نکالنا کیور
IRREGULER TEETH CURE	20	بے ترتیب دانت کیور

ڈاکٹرز اور سٹاکسٹوں کے لئے معقول کمیشن چار صد روپے یا زائد کے آرڈر پر ڈاک خرچ بذمہ کمپنی

کیور۔ٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی رجسٹرڈ

گول بازار۔ ربوہ پاکستان۔ فون آفس 771 کلینک 606

پتہ

حب مفید اٹھرا — ۲۰ گرام ۱۶/- — ۶۰ گرام ۴۸/-

اکسیر اولاد نرینہ (کورس) ۱۵۰/- روپے

زد جام عشق خاص ۴۸۰/- روپے

روشن کاجل ۵/- روپے

تریاق معدہ ۱۰/- روپے ۲۰/- روپے

NASIR ناصر

دوا تدبیر ہے اور دعا اللہ تعالیٰ کے فضل کو جذب کرتی ہے

ناصر دواخانہ ربوہ رجسٹرڈ

فون: ۶۳۴ ٹیکس: ۵۳۴ - ۲۵۲۴